٩٧

کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟

چوتھی — پانچویں — چھٹی — تقریر

بسلسلہ تبلیغ

طالبی خطاب

تین تقاریر کا مجموعہ

ملنے کا پتہ

مکتبہ جلیبیہ مقام و پوسٹ تراج، وایا پلسانا، ضلع سورت
(گجرات)

سراج البہرائچی

(اسلامی پرنٹنگ پریس دیوبند)

تین تقاریر کا مجموعہ

پہلی تقریر

حضرت مولانا الحاج قاری و مفتی مظفر حسین صاحب مظاہری ناظم
مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۔ یوپی

دوسری تقریر

مختصر اقتباس، حضرت مولانا الحاج محمد عمر صاحب پالن پوری

تیسری تقریر

حضرت مولانا یعقوب صاحب مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تقریر اور اُس کا خلاصہ

پہلی تقریر ـــــــ طلبار کرام اور اُن کا مقام

از حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی

جس میں حضرت والا نے انبیار کی وراثت، اور وراثت و جانشینی کا مطلب اور علمار و طلبار کا مقام اور مقام سے ہٹنے اور لگنے کا نتیجہ بیان فرمانے کے بعد صلاح و فلاح پیدا کرنے اور اس میں ہمت و کوشش کر کے اپنے جان و مال اور اوقات کی قربانی پیش کرنے کی درخواست کی تبلیغی جماعت کی عظمت، اور اس کو مستقل سیکھنے کی ضرورت کا احساس اور اپنے فارغ اوقات میں اس کو سیکھنے اور ان اکابرین کے پاس جا کر اُن کے مشوروں پر عمل کرنے کی تاکید کی اور بیان فرمایا کہ:۔

"اگر بغیر سیکھے ہی اسے سمجھنے کی کوشش کرو گے تو باوجود عالم ہونے کے پھر بھی سمجھ نہیں سکو گے۔ بہرحال ہمیں وسیع النظر ہونا چاہیئے۔ ہمیں اس کام کو اُن کے پاس جا کر سیکھنا چاہیئے۔!!"

بہرحال کام میں لگو گے اور جڑو گے، تو کام کی حقیقت کھُلے گی۔ باقی کام اصل کے اعتبار سے بہت ہی فائدہ مند ہے۔ اگر محنت کرو گے تو خود نور پیدا ہو گا جو دوسروں کو نہیں

دیا جاسکتا لیکن اُس کا اثر خود محسوس کروگے۔ پہلے تو اُن لوگوں (طلباء) کی قربانی ہے جو گھر (چھٹیوں میں) جا رہے ہیں۔ پھر یہاں رہنے والوں (گھر نہ جانے والوں) کی قربانی ہے۔

حضرت والا نے یہ تقریر ۲؍ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ کو بعد مغرب بیان کی۔ اُسی دن مرکزِ دہلی سے عرب حضرات اور ان کے ساتھ بھائی فضل کریم صاحب، مولانا نور محمد صاحب وغیرہ حضرات جماعت کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ عرب حضرات کا بیان پہلے ہوا۔ اُس کے بعد بھائی فضل کریم صاحب نے بہت ہی پُر لطف بیان کیا۔ درمیانِ بیان میں مدرسہ کے نائب ناظم حضرت مفتی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ مہمان حضرات نے مشورہ کرکے مفتی صاحب سے بیان کے لیئے اصرار کیا۔ بھائی فضلِ کریم کے بعد جماعت کے اصرار پر حضرت والا نے بیان کیا۔

اس بیان کے مطالعہ کے بعد آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہمارے اکابرین جماعت کے کام کو طلباء کے لیئے کتنا ضروری قرار دیتے ہیں؟ چنانچہ حضرت والا کے بیان کے بعد تقریبًا پچاس سے زیادہ طلباء اس کام کے لیئے تیار ہوئے۔ اور اس جماعت میں چلنے کے لیئے نام لکھوایا یہ طلباء کی جماعت مرکز گئی اور وہاں سے پانچ چھ جماعتیں بن کر میوات کی مختلف جگہوں پر کام کرکے اور اچھا اثر لے کر واپس آئی۔ اُن کے چہروں پر خوشی اور بشاشت کے آثار سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ وہ اس ماحول کے عرصہ سے متمنی تھے اور انھوں نے اب اسے پالیا۔ میوات والوں

کی دیانتداری اور حُسنِ اخلاق سے زیادہ متأثر تھے۔ بہر حال یہ بیان کیا ہے؟ ایک کام کی ترغیب ہے۔ اس میں لگ کر اور بزرگوں کے مشورہ پر عمل کرکے آپ بھی اس کام کا اثر محسوس کریں گے۔

یہ تقریر صرف اُن ہی طلباء کے لیے مخصوص نہیں تھی، جن کے سامنے کی گئی۔ بلکہ اس مجموعہ میں شامل کرنے سے مقصد ہر ایک کے لیے ترغیب ہے۔ خدا کرے جس طرح کی ہوئی تقریر سے پہلے طلباء نے ہمت کی اسی طرح اب اس تقریر کے پڑھنے والے اس کام کے لیے ہمت و ارادہ کریں۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ تقریر تو صرف طلباء کے لیے ہے؟ عوام کا اس سے کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تقریر صرف طلباء کے لیے نہیں بلکہ سبھی کے لیے بہت ہی مفید اور کارآمد ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ باوجود اکابرین کی توجہ لانے اور ترغیب دلانے کے پھر بھی طلباء کی اکثریت جماعت میں نہیں نکل پائی، کیوں؟ اس لیے کہ ان کے والدین نے اس کام کو کام نہیں سمجھا۔ مدرسہ کی تعلیم کو کام سمجھا اس لیے اُس کی اجازت دیدیتے ہیں۔ لیکن جہاں چھٹی کا وقت قریب آیا۔ دو تین مہینہ پہلے گھر والے بیٹوں پر خط لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ جلد سے جلد چلے آؤ۔ ان کے لیے کوئی نہ کوئی کام ضرور تجویز کر کے رکھتے ہیں۔ والدین یہ سمجھ لیتے ہیں کہ تعلیم تو حاصل کر رہا ہے، تعلیم آئی اور سارے اعمال خود بخود آجاویں گے۔

لیکن جتنی تعلیم کے لیے محنت کی ضرورت تھی اُس سے کہیں زیادہ اعمال کی اور لوگوں میں دینی ماحول کے بنانے کی ضرورت تھی۔ اور اس کے بغیر

وہ اپنی تعلیم کو بھی صحیح مصرف میں استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر والدین اس کام کو بھی کام سمجھ لیں۔ اور جہاں تعلیم کے بارے میں پوچھتے رہتے ہیں، اسی طرح اگر اس کام کے بارے میں بھی پوچھ لیا کریں کہ تم اتنی دور علاقوں میں تعلیم حاصل کرتے ہو، وہاں اکابرین بھی ہیں جماعت کی محنت کو سیکھنے کے لیے یہاں سے دور تک وہاں تک جاتے ہو، تم وہاں رہتے ہو۔ تم کتنا وقت لگا کر آئے۔ گھر آنے سے پہلے کچھ وقت لگا کر آتے۔" اگر یہ سوال ہوا کرے تو ہم امید رکھتے ہیں کہ یہی طلباء آگے چل کر اُمت میں زبردست کام کرنیوالے بنیں گے اور دنیا میں انقلاب لانے والے بنیں گے۔ یہ کتاب جن حضرات کی خدمت میں پہونچے گی ان میں سے سب یا اکثر ایسے ہونگے کہ جن کے بچے مدارس عربیہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہوں گے بعض کے یہاں ارادہ ہوگا کہ ہم اپنے بچوں کو مدارس عربیہ میں پڑھائیں، اُن تمام حضرات سے درخواست ہے کہ وہ سب حضرت والا کی تقریر کا مطالعہ کریں اور اس کام کی ضرورت کا احساس کریں اور بچوں کے لئے بھی اس کام کے ضروری ہونے کا خیال کرلیں۔ یہی وجہ ہے کہ تقریر صرف طلباء ہی کے لئے نہیں بلکہ سب ہی کے لئے یکساں مفید ہے۔

(۲) اقتباس حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری کی تقریر سے

سب سے بڑا دھوکہ تبلیغی جماعت میں نہ نکلنے کا طلباء کو اور اُن کے والدین کو جو ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ابھی تو طالب علم ہیں بعد فراغت

اس کام کو کریں گے - اس کا جواب بجائے اس کے کہ ہم دیں - ہم نے مناسب سمجھا کہ مدرسہ میں تبلیغی اکابر کے جو بیان ہوتے ہیں اس میں اس دھوکہ کے متعلق خاص توجہ دلائی جاتی ہے - ہم نے اس کے متعلق حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری کے بڑے بیان میں سے چند اقتباس جو اس ذیل میں بیان کیے تھے وہ حضرت مفتی صاحب کی تقریر کے بعد پیش کر رہے ہیں -

دوسرا مغالطہ طلباء کو یہ ہوتا ہے کہ وہ اس بات کے امیدوار ہوتے ہیں کہ ہم کو دور تک جماعت میں جانے کے لئے کوئی رقم دیگا یا مدرسہ مدد کرے گا تو ہم جائیں گے ورنہ نہیں - یوں اپنی رقم بہت سے اور کاموں میں جو غیر ضروری ہیں اُسے ضروری سمجھ کر خرچ کئے جاتے ہیں لیکن اس کام میں اس دھوکہ کی وجہ سے نہ جمع کر سکتے ہیں اور نہ جا سکتے ہیں بہر حال اپنی وسعت کے مطابق اپنا خرچ کرکے وقت لگانے میں کام کی برکت ہے -

اس بات کو سمجھانے کے لئے ہم نے حضرت مولانا محمد عمر صاحب کی ہی تقریر سے ان باتوں کو بھی شامل کر دیا ہے - گویا حضرت مولانا محمد عمر صاحب مدظلہ کی تقریر کا اقتباس ان دونوں مغالطوں کے دفعیہ کے لئے پیش کیا گیا - اسی اقتباس میں اُس بات کو بھی داخل کر لیا ہے جو حضرت نے "دینی ماحول" کی ضرورت پر کہا -

اس میں پہلا اقتباس حضرت مولانا کی اُس تقریر کا ہے جو آپ نے

مدرسہ مظاہر علوم کے طلباء کے سامنے ۲۳ فروری ۱۹۶۸ء مطابق ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ بروز اتوار میں بہت ہی بسیط تقریر کی تھی۔

دوسرا اقتباس حضرت والا کی اُس تقریر کا ہے جو آپ نے مدرسہ مظاہر علوم کی دار جدید کی مسجد میں ۱۴ جنوری ۱۹۶۹ء م ۲۵ شوال ۱۳۸۹ھ بروز بدھ بعد مغرب فرمائی جس میں آپ نے وضاحت کی تھی کہ "علم الٰہی دنیا میں کب چلے گا؟"

(۳) تیسری تقریر

تبلیغی جماعت کی نقل و حرکت اور عوام کا دین سے تعلق

از حضرت مولانا یعقوب صاحب مظاہری

تیسری تقریر مولانا یعقوب صاحب مدرس مظاہر علوم سہارنپور کی ہے جسے آپ نے مدرسہ مظاہر علوم کی دار جدید کی مسجد میں ۳۰ جون ۱۹۶۸ء مطابق ۳ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ اتوار بعد عشاء بیان کیا تھا۔ اُس دن گورکھپور کی جماعت نے تقریر کی تھی۔ کچھ مہمان شیخ کے یہاں سورت سے آئے تھے جو بڑودہ میں ہونے والے عالمی اجتماع کی کامیابی کے لئے فرانس کام کرنے جانے والے تھے۔ اُن کا بھی بیان رکھوایا تھا۔ اُنھیں مسجد پہونچنے میں تاخیر ہوئی تھی اور گورکھپوری جماعت کا بیان ختم ہوگیا تھا اس لئے درمیان میں فرانس جانے والوں کی آمد تک حضرت والا کا بیان

رکھوایا تھا۔ حضرت والا نے بہت ہی مختصر لیکن اس کام کی اہمیت کو واضح کیا تھا کہ اس کام کی وجہ سے عوام کا دین سے کس طرح لگاؤ اور جوڑ پیدا ہوا۔ حضرت والا کی تقریر سے اُن غلط پروپیگنڈا کرنے والوں کا حال بھی کھل کر سامنے آجائے گا جنھوں نے حضرت پر یہ بہتان لگایا ہے کہ وہ جماعت کی مخالفت کرنے والوں کی تائید میں ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا بہتان ہے جس سے حضرت نے برأت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو میں نے کبھی مخالفت کی اور نہ مخالفین کی تائید کی۔ مولانا کی یہ تقریر اس غلط پروپیگنڈے کی تردید کرتی ہے۔

بہرحال ان تقاریر کے پیش کرنے سے مقصد بہت ہی بڑے شبہ اور دھوکے کو رفع کرنا ہے کہ علماء اس کام کی تائید میں نہیں ہیں۔ طلباء کے لئے اس کام کو ضروری قرار نہیں دیتے ہیں۔ آپ خود اس شبہ کو ان تقاریر سے دور کرلیں گے۔ اب کام طلباء کا اور اُن کے والدین کا ہے البتہ طلباء کو یہ کام اپنے مدرسہ کے ناظمین کی نگرانی میں کرنا ہے اس طرح کہ اصل مقصد تعلیم میں حرج نہ ہو جس کی وضاحت خود جماعت کے کام کرنے والے ذمہ دار خود کیا کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے — اس کے بعد ہم حضرت مفتی مظفر حسین صاحب کا تعارف کرانا ضروری خیال کرتے ہیں جس سے کہ تقریر کی اہمیت صاحب موصوف کی خوبیوں سے سامنے آجائے۔ تعریف مقصود نہیں البتہ تعارف ایک ضروری چیز ہے جس کو ہم ناظرین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

یہ تعارف حضرت مولانا احترام الحسن صاحب کاندھلوی فرمائیں گے ان کی ایک کتاب "موت کی باتیں" کے نام سے شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہے اور اس کی توثیق و تصدیق مولانا محمد میاں صاحب نے فرمائی ہے۔

بہت ہی دیر ہو گئی تقریر کی اہمیت اور اس کی ضرورت کی وضاحت کرتے کرتے۔ اب ہم اپنے ان اکابرین کے کلام کو پیش کرتے ہیں اور اس سے استفادہ کی درخواست کرتے ہیں پہلے حضرت مفتی صاحب کا تعارف ہے بعد میں مذکورہ بالا تین تقاریر ہیں۔

محمد الیاس سورتی
متعلم مظاہر علوم سہارنپور

حضرت مفتی صاحب کا مختصر تعارف

حضرت اقدس مولانا الحاج مفتی مظفر حسین صاحب زید مجدہم العالی کی ذات گرامی علمی و دینی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

آپ حضرت مولانا الحاج القاری سعید احمد صاحب اجراڑوی مفتی اعظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور جس کا شمار عالم اسلام کے ممتاز اداروں میں ہوتا ہے، کے بڑے صاحبزادے ہیں اور مدت ہائے دراز سے مظاہر علوم میں مختلف علوم و فنون کی تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضرت موصوف کے ہزاروں شاگرد ہند و بیرون ہند میں اشاعت علم اور تبلیغ دین محمدی میں ہمہ تن مشغول ہیں۔

وقت کی گردش کے ساتھ حضرت ممدوح کی ذمہ داریوں میں بھی روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔ دار الافتاء کی نگرانی، درس حدیث، انتظام مدرسہ، طلبہ کے تعلیمی و تبلیغی کام کی نگرانی، تبلیغی کام کرنے والوں کو کام کے سلسلہ میں مفید مشورے، علاقہ کے مدارس کے امتحانات، تبلیغی اجتماعات میں شرکت، غرض یہ مختلف اور متضاد کام ہیں جن کی انجام دہی میں مفتی صاحب مدظلہٗ شب و روز مشغول و منہمک رہتے ہیں۔

اس کے علاوہ جو چیز آپ کو دیگر اکثر اساتذہ سے ممتاز کرتی ہے اور جن کی بناء پر ہر طالب علم آپ کا شیدا و دلدادہ ہے وہ آپ کے ذاتی اوصاف ہیں یعنی اتباعِ سنّت، حسنِ اخلاق، کم گوئی، سادہ معاشرت، منکسر المزاجی جو آپ کی زندگی میں رچے بسے ہوئے ہیں، مجال نہیں کہ آپ کے کسی قول و فعل سے حرکت و عمل سے بڑائی یا اپنے کو کچھ سمجھنے کی ذرا سی جھلک بھی محسوس ہو جائے ۔ درس حدیث میں کسی مسئلہ پر مختلف اقوال بیان فرمانے کے بعد بسا اوقات اپنی رائے بھی ظاہر فرماتے ہیں لیکن اس کو بالتصریح اپنی جانب منسوب نہیں فرماتے اللّٰھم متعنا بطول حیاتہٖ

آئندہ اوراق میں مفتی صاحب موصوف ہی کی ایک اہم اور تبلیغی اصول پر جامع تقریر جو جامعہ مظاہر علوم میں طلبہ کے ایک تبلیغی اجتماع کے موقعہ پر بیان فرمائی تھی لیکن افادیت کے اعتبار سے عام تھی پیش کی جا رہی ہے، یقیناً یہ مختصر تعارف اور تقریر کی اشاعت حضرت موصوف کیلئے گرانی کا باعث ہوگی لیکن امید ہے کہ تقریر کی عمومی افادیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت ہمیں معاف فرمائیں گے خیر اندیش احترام الحسن کاندھلوی

چوتھی تقریر بسلسلۂ تبلیغ

(۱) طلباء کرام اور اُن کا مقام

از حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب

حمد و صلوٰۃ کے بعد:-

افتتاح کلام:- سب سے پہلے میں اپنے معزز مہمانوں سے معذرت چاہتا ہوں اور پھر آپ سب سے کہ بعض مشاغل اور اہتمام کے تقاضہ کی وجہ سے پہلے نہ آسکا آپ سب حضرات معاف فرمادیں اور خدا بھی معاف کرے — آپ حضرات نے بھائی فضل کریم صاحب کی پُرلطف تقریر سُنی - اور اُس سے پہلے عرب حضرات کی بابرکت تقریر بھی سنی-

بہرحال معلوم ہوگیا ہوگا کہ نفس پڑھ لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ دوسروں تک پہونچانا بھی بہت ضروری ہے — صرف علم کا حاصل کرلینا یہ تو بہت ہی ادنیٰ مقصد ہے - سب سے اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ دوسروں تک پہونچانے کی کوشش کی جائے - اگرچہ سبب کی وجہ سے یہ علم بھی سب سے اعلیٰ ترین مقصد ہے اور یہی وجہ ہے کہ علم دین کی طلب سے بڑھکر اور کوئی انعام نہیں ہوسکتا ہے -

مجھے اس وقت علم کے فضائل بیان کرنے نہیں ہیں بلکہ ایک بات اس وقت تجھے سمجھانی ہے — صرف ایک بات سمجھنے کی ہے اور دہ

اور ذرا ایک ورق کا م بلاحظہ ۱۵ مضمون میں ملاحظہ کریں جو بعنوان "ایک قیمتی لال" مذکور ہے -

یہ ہے کہ جتنی کوتاہی دنیا، دین کے سلسلہ میں کر رہی ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ اسی طرح یہ جو پریشانیاں اور نئے نئے مسائل اور غلط نتائج ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا کبھی آپ نے اس پر غور و فکر بھی کیا ہے؟ غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج ہر ایک اپنی ترقی کو دنیا کے ساز و سامان اور اس کے طریقوں میں تلاش کر رہا ہے، قرآن و حدیث کے خلاف طریقوں میں تجویز کیا جا رہا ہے۔ یہ سب اسباب ہیں انسان کی ہلاکت و بربادی کے!

قرآن سارے عالم (دنیا) کے لئے ہدایت بن کر آیا ہے جہاں اس نے اس کے نفع اور فائدہ کو بیان کیا ہے وہاں اس نے بگاڑ و نقصان کو بھی بیان کیا ہے اور اس کے اسباب بھی بتلائے ہیں لیکن آجکل چونکہ قرآن کے بارے میں بڑی کوتاہیاں ہو رہی ہیں اس لئے دنیا میں بگاڑ ہی بگاڑ آ رہا ہے۔

مقام:- ایک چیز اور غور کرنے کی ہے اور وہ یہ ہے کہ — اگر ہر شخص اپنے اپنے مقام کو سمجھ لے تو وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنے مقام کو نہ پہچانے تو پھر وہ ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں گرتا چلا جاتا ہے۔

فرعون نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا نعرہ بلند کیا۔ غلام نے خالق (خدا) کا مقام حاصل کرنے کا دعویٰ کیا، کتنی بڑی سلطنت اُس کے پاس تھی لیکن مقام کے چھوڑنے کی وجہ سے خدا نے اُس

کے نقشہ کو پلٹ کر رکھدیا اور سمندر کی طغیانی میں اُسے ہلاک و برباد کر دیا
اسی طرح اور قوموں کے بارے میں بھی غور کرتے چلے جائیں کہ جب
انھوں نے اپنے مقام کو چھوڑا ہے تو اُن کا کیا حشر ہوا ہے ؟ !

ہمیں بھی صرف یہی بات سوچنا چاہیئے کہ ہمارا کیا مقام ہے ؟ اگر
ہم نے اس بات کو سوچ لیا تو پھر ہماری زندگی میں انقلاب آ سکتا ہے
الغرض ہم سب کو اپنے مقام کے پہچاننے کی ضرورت ہے جتنی
طغیانی و شرور دنیا میں آ رہی ہیں یہ سب انسانوں کے اپنے مقام
کے نہ پہچاننے کی وجہ سے ہے ۔

قرآن و حدیث میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی
ہے کہ اُس میں ہر ایک چیز کا ایک ایک مقام بتلایا گیا ہے ۔ اس لئے
ہمیں بھی اسی سے سوچنا چاہیئے کہ قرآن و حدیث میں ہمارا کیا مقام ہے؟
ہمیں اپنے ذہنوں سے نہ سوچنا چاہیئے بلکہ ہمیں اپنے مقام کو سوچنے
کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو سمجھنا چاہیئے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ
الْاَنْبِیَاءِ ۔ مطلب یہ ہے کہ علماء یہ انبیاء کے وارث ہیں ۔ دیکھئے
کیا یہ ایک مقام ہے یا نہیں ؟ کہ علماء یہ انبیاء کے جانشین اور وارث
ہوتے ہیں اس کا کیا مطلب ؟ کیا اس طرح وارث ہوتے ہیں جس طرح
کہ ہمارے یہاں کھیت ، باغات اور اسباب و مکانات میں ہوتے
ہیں ؟ نہیں ! تو پھر کیا مراد ہے وراثت سے ؟ تو وارث سے وہ

وراثت مراد نہیں ہے جو ہمارے یہاں کھیت و باغات اور اسباب
و مکانات میں ہوتی ہے۔ بلکہ یہاں وراثت اور ترکہ سے مراد علم کی
وراثت اور علم کا ترکہ ہے۔ معلوم ہوا کہ علماء علم میں انبیاء کے جانشین
اور وارث ہوتے ہیں۔

ایک قیمتی دولت:- یہاں سے ایک اور بات ہماری سمجھ میں آجاتی ہے
اور وہ یہ ہے کہ اس پوری مادی دنیا کے مقابلہ
میں سب سے زیادہ قیمتی چیز اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہ "علم الٰہی" ہے
علم الٰہی ہی وہ قیمتی چیز ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی چیز قیمتی نہیں ہے
اس لئے انبیاء کرام علیہ السلام اس دولت کو تقسیم کرتے ہیں۔ اگر علم الٰہی
سے بڑھکر کوئی چیز قیمتی ہوتی تو وہ ہمیں ضرور مرحمت فرمائی جاتی۔ معلوم
ہوا کہ صرف علم کی دولت ہی قیمتی چیز ہے، اس لئے علم کی دولت ہی
وراثت اور ترکہ میں دی گئی۔

تو اس میں بھی ہم کو ہمارا مقام بتایا گیا ہے۔ لیکن جہت وراثت
کس میں ہے۔ اس کی تعیین حدیث میں صریح طور پر نہیں کی گئی ہے۔ العلماء کیا سمجھ میں آتا ہے
اس لئے کہا جائے گا کہ علم و عمل، معاشرت و اخلاق سب میں علماء کیا علم کے سوا کچھ اور مراد ہو سکتا ہے
انبیاء کے وارث ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کو علم و عمل،
معاشرت و اخلاق، رہنے سہنے اور چلنے پھرنے غرض پوری زندگی
کی نقل و حرکت میں انبیاء کا جانشین بننا چاہیئے۔
مثال کے طور پر سمجھئے میں آپ سے یہ کہوں کہ آپ میرے

نائب بن جائیے۔ تو اس نائب کا کیا مطلب ہوگا؟ کس کو آپ نائب کہیں گے؟ نائب کا مطلب یہ ہوگا، اور نائب وہی کہلائے گا کہ جو اصل کے سارے کام کو انجام دے۔ اگر ایک شخص اصل کے سارے کام کو انجام نہ دے تو وہ نائب کس طرح کہلائے گا؟ معلوم ہوا کہ اصل کے سارے کام انجام دینے والے کو نائب کہا جاتا ہے۔

منصبِ خلافت:- مشائخ کے یہاں سب سے پہلے صلاحیت اور نسبت منتقل کی جاتی ہے اور پھر جب اس پر رنگ چڑھ جاتا ہے تب جا کر اُسے منصبِ خلافت سے نوازا جاتا ہے اس کے بعد ہی وہ شیخ کا جانشین بنتا ہے۔

آپ خود ساری دنیا میں جا کر دیکھ آئیے کہ آدمی اپنے بڑے کا جانشین کب بنتا ہے؟ مثلاً ایک باپ ہے وہ سخی اور دیندار ہے اور اس کا بیٹا کنجوس اور بد دین ہے تو کیا آپ اس کو باپ کا نائب کہیں گے؟ ہرگز نہیں بلکہ آپ اس کو ناخلف کہیں گے۔ حالانکہ وہ اسی دیندار اور سخی شخص کا بیٹا ہے۔

انبیاء کے صحیح جانشین:- اسی طرح انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیح وارث اور جانشین جب ہی بن سکتے ہیں جبکہ ہم اپنے اندر انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف کو داخل کر لیں۔ انبیاء کا سب سے بڑا وصف کیا تھا اُن کا سب سے بڑا وصف یہ تھا کہ وہ لوگوں کو نفع پہنچاتے تھے۔

نفع کی دو قسم:- نفع کے بارے میں سمجھئے۔ نفع صرف مادی چیزوں کے پہونچانے ہی کو نہیں کہتے ہیں بلکہ نفع میں یہ بھی داخل ہے کہ آدمی روحانی نفع دوسروں تک پہونچائے۔ اور انبیاء کرام ؑ مادی اور روحانی دونوں نفعے پہونچاتے ہیں۔ اس لئے جو شخص مادی اور روحانی دونوں نفعے پہونچانے والا ہوگا وہی شخص انبیاء کرام کا صحیح جانشین ہوگا۔!

دو اہم طبقے:- اب ہم ذرا اپنی حالت پر غور کر کے دیکھیں کہ ہمارے اندر جانشینی کی کتنی صلاحیت ہے؟ آیا ہم اس مقام سے پار اُترتے بھی ہیں یا نہیں؟ ظاہر بات ہے کہ ہمارے اندر کتنی کوتاہی ہے؟ ہم خود ہی اس بات پر غور کریں کہ ہم پر کتنی بڑی ذمہ داری ہے؟ یاد رکھئے! اگر ہماری زندگی میں ذرا سا بھی بگاڑ آئیگا تو دنیا میں گمراہی آئے گی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ دو طبقے دنیا میں ایسے ہیں کہ ان کے بگاڑ پر دنیا میں بگاڑ آتا ہے اور ان کی صلاح پر دنیا میں فلاح آتی ہے۔ ایک تو ہیں علماء اور دوسرے ملوک یعنی بادشاہ ! معلوم ہوا کہ صلاح و فلاح دونوں کام ہمارے لئے ضروری ہیں۔

یوں تو ہم اپنی خوش فہمی میں کہدیا کرتے ہیں کہ صاحب ہمارا تو کھانا پینا اور سونا جاگنا سب کچھ عبادت ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے یہ صرف خیالی باتیں ہیں۔ بلکہ ہم سب کو اپنا خیال

اور ارادہ مضبوط اور مکمل کر لینا چاہیئے۔ ہمارے بھائی (فضل کریم) نے فرمایا تھا کہ عزم کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔" باہر جانے کے لئے بھی عزم کی ضرورت ہے اس لئے عزم کریں کہ خدائے پاک ہمیں دور اور دیر کے لئے قبول فرمائیں۔

یہی موقعہ ہے پڑھنے اور پڑھانے کی مشق کا۔ پھر فراغت کے بعد ایک بہت بڑی دنیا سامنے آئے گی۔ یہ تھوڑا زمانہ آپ کے لئے بہت ہی قیمتی ہے۔ مستقبل میں یہ چار دیواری نہیں ملے گی۔ ساری دنیا کی زندگی کی صلاح و فلاح کا دارومدار ہم ہی سے ہے۔ ورنہ اگر ہمارے ہی اندر صلاح و فلاح نہیں آئی تو ساری دنیا میں بگاڑ پھیلنا شروع ہو جائے گا۔

علم نافع: صرف علم کا پڑھ لینا ہی مقصود بالذات نہیں ہے۔ اگر صرف علم کا پڑھ لینا ہی مقصود بالذات ہوتا تو پھر اس حدیث کا کیا جواب ہوگا جس میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے علم سے پناہ مانگی ہے جو نفع پہونچانے کے بجائے شر پہونچائے؟!

کیا غیر کو نفع پہنچانا مراد ہے یا حدیث میں خود عالم کے لئے نافع ہونا مراد ہے

انھیں باتوں کو کہا جاتا ہے کہ جو سیکھو اسے اتنا پہونچاؤ اور پھیلاؤ کہ وہ دل میں نقش کالحجر ہو جائے بلکہ اس سے بھی زیادہ پہنچاؤ اور پھیلاؤ۔

بڑا سخی: حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ سخی کون

ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑے سخی اللہ ہیں اور اس کے بعد میں ہوں اور اس کے بعد وہ شخص ہے جس نے علم کو حاصل کر کے دوسروں تک پہونچا دیا۔

صحابہ کا درجہ:- پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف الفاظ ہی نہیں کیا بلکہ دوسروں تک پہونچایا اور دوسروں کی زندگیوں کو بنایا اور اس پہونچانے اور بنانے کے لئے کتنی کتنی تکلیفوں اور پریشانیوں کو برداشت کیا ہے؟ اور پھر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کتنی کتنی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کی ہیں یہی وجہ ہے کہ ادنیٰ صحابی کے درجہ کو بڑے سے بڑا قطب اور غوث اور ابدال بھی نہیں پہونچ سکتا ہے۔

کسی نے حضرت ابن عمر رضؓ سے حضرت معاویہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ کے بارے میں سوال کیا۔ اس پر حضرت ابن عمر رضؓ نے جواب دیا کہ میں اُن کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں جبکہ میرا درجہ اُن کے پیر کے برابر بھی نہیں ہے۔

کیا صحابۂ کرام رضؓ نے دین کو پھیلانے اور دین کو زندگیوں میں اُتارنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی نہیں دی؟ آج اُس محنت کے لئے اگر اتنا وقت مانگا جائے جو چھٹی کا ہے تو کیا ہم اُسے

نہیں دے سکتے ہیں ؟!

اصل بات یہ ہے کہ آج ہم سب نے اپنے اپنے مقام کو بھلا رکھا ہے اور یہ سب اپنے اپنے مقام کے بھلا بیٹھنے کا ہی نتیجہ ہے۔

چنانچہ افسوس ہے کہ کتنے کم لوگوں کے ہاتھ کھڑے تھے جو اٹھے تھے؟ ہم کو تو یہ چاہیئے تھا کہ ہم خود ان کے پاس جاتے۔ لیکن ہماری جمودگی کا کیا ٹھکانہ ہے کہ باوجود ان کے آنے کے پھر بھی ہم نہ اُٹھیں، کتنے ہیں جنھوں نے آنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ معزز مہمانوں کی قدر کرتے، عرب حضرات کی قدر کرتے۔

اب ہم سب کو عزم کرنا چاہیئے کہ مجھے اس کام

صلاح و فلاح:- کو کرنا ہے، یہ سب ہمارا کام ہے۔ ہم نے صرف مدرسہ میں پڑھ لینے ہی کو کام سمجھ لیا ہے، اتنا نہیں ہے بلکہ ہمیں صلاح و فلاح بھی پیدا کرنا ہے اور دوسروں کو صحیح راستہ پر لے جانا ہے۔

بہت ضروری ہے کہ ہم اس طریقہ کو سیکھیں جس سے عوام کو نفع ہو رہا ہے اور خود ہمیں بھی نفع پہونچ رہا ہے۔

علماء کا فیصلہ ہے کہ مفتی ہونے کے لئے

ہر چیز کا ایک طریقہ:- خواہ وہ کتنا بڑا عالم اور شیخ ہی کیوں نہ ہو، لیکن جب تک مفتی کی صحبت میں وہ نہ بیٹھے تب تک فتویٰ دینے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اسی طرح ہر چیز کا ایک طریقہ ہے

اور سب کا طریقہ علیحدہ علیحدہ ہے۔ یہ نہیں ہے کہ صرف تبلیغ کا طریقہ ہی علیحدہ ہے بلکہ تجارت کھیتی وغیرہ سب کے طریقے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ بہر حال اس کام کو کرنے کے لئے اُسی کا طریقہ سیکھنا پڑیگا۔

تبلیغ کی تائید:- بہر حال تبلیغ کا کام بہت ہی عمدہ کام ہے۔ نفس تبلیغ کی عمدگی کا کون انکار کرسکتا
ہمارے حضرت ناظم صاحب فرمایا کرتے ہیں۔

"کہ میں نے اپنی زندگی میں بے شمار جماعتیں دیکھیں لیکن اس جیسی نفع کے اعتبار سے کسی جماعت کو نہیں دیکھا" یہ کوئی حجت شرعیہ نہیں۔

ہمارے اکابر کا قول بھی یہی ہے کہ۔!

اگر تبلیغ کا کام سیکھا اور سکھایا گیا تو وہ کامل ہو کر چلے گا۔
اگر بغیر سیکھے ہی اسے سمجھنے کی کوشش کروگے تو باوجود عالم ہونے کے پھر بھی سمجھ نہیں سکوگے۔

بہر حال ہمیں وسیع النظر ہونا چاہیئے۔ ہمیں اس کام کو ان کے پاس جا کر سیکھنا چاہیئے۔!!

ہماری جمودگی کس قدر بڑھ چکی ہے کہ ہم کسی چیز کو سمجھنے کے لئے ہی تیار نہیں ہیں۔ کیا جانشین کا یہی حال ہوتا ہے؟ نائب اور وارث کا یہ حال ہوتا ہے؟

اور حضرت ناظم صاحب نے اس [illegible] پا کر نقصان کے اعتبار سے بڑا ہوگا زیادہ کوئی مضر جماعت نہیں بنی۔ کہ خود ہی بدعت کا ایجاد دار کا سبب کیا اور اکثر دنیا کو بدعت میں مبتلا کر دیا۔

اب اگر کوئی اس فائدہ اور تجربہ والے کام کے علاوہ کسی نئی جماعت کو بنا کر اس کا فائدہ تلاش کرے گا تو وہ عبث ہوگا۔

بہر حال کام میں لگوگے اور جڑوگے تو کام کی حقیقت کھلے گی۔ باقی

کام اصل کے اعتبار سے بہت ہی فائدہ مند ہے ــــ اب خود سوچو کہ اگر کسی کو منطق کے ذریعہ سے صغریٰ اور کبریٰ ملا کر مٹھائی کی تعریف سمجھائی جائے تو کیا اس سے اس کو مٹھائی کی حقیقت معلوم ہو جائیگی؟ بس اسی طرح یہ چیز بتلانے کی نہیں ہوتی ہے بلکہ خود بخود سمجھنے کی ہوتی ہے محنت سے خود بہ خود سمجھ میں آجائے گی۔

اگر خود بخود محنت کروگے تو خود نور پیدا ہوگا جو دوسروں کو نہیں دیا جا سکتا ہے لیکن اس کا اثر خود محسوس کروگے۔

حضرت کی درخواست:۔ ہماری سب سے درخواست ہے یہاں رہنے والوں سے بھی، اور جو گھر پر جا رہے ہیں اُن سے بھی.... کتنے دن ہوئے جبکہ تم گھر سے آئے۔ میں سب سے اپیل کروں گا کہ تم سب اس ہفتہ کو صحیح طور پر لگا کر آؤ، پھر اس کا احساس کروگے۔

وہاں جان و مال کی قربانی پیش کی گئی تم ہفتہ کی قربانی پیش کرو۔ پہلے تو اُن لوگوں کی قربانی ہو جو گھر جا رہے ہیں۔ پھر یہاں رہنے والوں کی قربانی ہو۔ اللہ ہمیں توفیق دے۔ آمین

پانچویں تقریر بسلسلۂ تبلیغ

(۲) طلباء کیلئے تبلیغی کام کا طریقۂ کار

از اقتباس بیان حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری مدظلہ

(۱) پہلا اقتباس

دو شبہ کا ازالہ:- اب ایک بات اور اچھی طرح سمجھ لو کہ جتنے درد و فکر کے ساتھ کام کو کریں گے اتنا ہی ہمارے اندر دین کے جذبات پیدا ہوں گے اور دین کا درد و فکر پیدا ہوگا اپنا خرچ کرنے سے جب تک آدمی اپنا پیسہ نہیں خرچ کرتا ہے تب تک دین کا درد و فکر بھی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے جماعت میں چلنے کے وقت اپنے پیسوں کا خود انتظام کر کے چلے۔ اسی گُر کو ہمارے اکابرین نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہزاروں کو کیا بلکہ لاکھوں روپیہ پر ٹھوکر مار دی اور کبھی ہمارے اکابر نے یہ خیال نہیں کیا کہ اس رقم کے نہ لینے کی وجہ سے یہ کمی آگئی۔ اور پھر وہ زکوٰۃ و صدقہ کے بھی پیسے نہ تھے بلکہ ہدیہ کے طور پر تھے۔ یہ کہہ کر دیا کرتے تھے کہ اسے جہاں چاہو اور جدھر چاہو خرچ کرو۔ لیکن چونکہ وہ آنے والی تمام بُرائیوں کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور وہ اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ ان لاکھوں روپیہ کے لینے سے ایمان کی حقیقت نہیں آسکتی اس لئے وہ ہدیہ کے طور پر آنیوالی

رقموں کو بھی واپس کر دیا کرتے تھے۔

آج تو اللہ کا فضل ہے کہ ہزاروں جماعتیں نقل و حرکت کر رہی ہیں اور دن بھر میں بیسیوں گھنٹہ کام کرتی ہیں اور اس میں آنے والی تمام تکلیفوں اور پریشانیوں کو برداشت کر رہی ہیں۔ تھرڈ کلاس میں جماعت کے حضرات سفر کر رہے ہیں اور اس طرح تھرڈ کلاس میں سفر کر رہے ہیں گویا کہ آلو کی بھری ہوئی بوری جایا کرتی ہے۔ غور کیجئے ان تمام مشکلات کے برداشت کرنے کے بعد بھی کیا وجہ ہے کہ وہ اپنا کسی دوسرے پر احسان نہیں سمجھتے ہیں؟ اس کی وجہ صرف ایک حقیقت ہے اور وہ یہ ہے کہ جن پیسوں کو وہ خرچ کر رہے ہیں وہ سب اُن کا ذاتی پیسہ ہے۔ اس ذاتی پیسہ کی وجہ سے یہ تمام کام بآسانی ہو رہے ہیں۔ وہ سوچتا ہے کہ اگر میں نے تھرڈ کلاس سے سفر کیا تو پیسے کم خرچ ہونگے اور کام زیادہ ہوگا اور پھر اپنے پیسے کی قدر زیادہ ہوتی ہے اس لئے ضرورت کی ہی جگہ خرچ کرے گا۔۔ ورنہ اگر بجائے اپنے پیسوں کے دوسروں کے پیسوں سے ہم نکلتے اور سفر کرتے تو فوراً ہم یہ کہدیتے کہ ہم تھرڈ کلاس سے سفر نہیں کریں گے۔ آخر تبلیغ میں ہی ہم جا رہے ہیں۔ اس میں یہ یہ پریشانیاں ہیں۔ اس لئے ہاں! اگر ہم کو سیکنڈ کلاس سے بھیجدیا جائے تو ہم تبلیغ کے لئے تیار! اور پھر جب ہم سیکنڈ کلاس سے بھی کام کر کے کچھ روز میں اُکتا جاتے تو فوراً کہتے کہ ہم سیکنڈ کلاس سے جا کر کام نہیں کر سکتے! ہاں اگر ہم کو فرسٹ

کلاس کا ٹکٹ مل جائے گا تو ہم ابھی ہی تیار! پھر اتنے ہی پر بس نہیں ہوتا بلکہ کام کے متعلق کہتے کہ یہ کیا! بیس گھنٹہ تک کولھو کے بیل کی طرح کام کئے جاؤ۔ ہم سے تو بیس گھنٹہ کام نہیں ہو سکے گا ساری دنیا میں تو صرف چھ گھنٹہ ہی کام لیا جاتا ہے۔ ہم بجائے چھ گھنٹہ کام کرنے کے دس گھنٹہ کام کرنے کے لئے تیار! لیکن بیس گھنٹہ کام کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہر وقت کام میں لگے ہی رہو اور کھپتے ہی رہو۔ اور جب ان باتوں کو منظور نہ کیا جاتا تو سب مل کر اپنے امیر پر اسٹرائک کر دیتے کہ چلو بھائی! اب تو اسٹرائک کر دو بغیر اسٹرائک کے کام نہیں چلے گا۔ لیکن جب وہ بجائے دوسرے کے پیسے کے اپنے پیسے کو لے کر اللہ کے راستہ میں نکلا ہے تو وہ اسٹرائک کریگا تو کس پر؟ اس لئے آپ اگر دین کی اہمیت اور قدر پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ خود اپنا پیسہ لے کر نکلیں اس سے بڑی برکت ہوگی۔ اور پھر جب انسان کام کو اپنا کام سمجھ کر کرتا ہے تو اس کی قدر بھی معلوم ہوتی ہے۔

اب مجھے آپ حضرات کے سامنے چند عملی باتیں پیش کرنی ہیں۔ دیکھو! آپ حضرات امت کے پیشوا اور امام بننے والے ہو۔ ہم نے صرف علم کے الفاظ کو سیکھا ہے علم کی حقیقت سے ہم ابھی خالی ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارا ایمان بھی کمزور ہے اور عمل سے بھی ہم خالی ہیں اس لئے ہمیں ابھی سے محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے ہمارا خدانخواستہ

علم کی حقیقت حاصل ہوتی ہے اہل اللہ اور شیخ کی صحبت میں رہنے اور نفس کی اصلاح

یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ اپنی پڑھائی کو چھوڑ کر جماعت میں نکل جائیں۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ کے وہ اوقات جنھیں آپ سیر و تفریح کے نام سے بیکار اور لغو ہنسی اور مذاق کی باتوں میں ختم کر دیتے ہیں اُس کی قدر کریں اور اس وقت کو کام میں لگاتے ہوئے محنت کرنے کے لیئے نکل کھڑے ہو جائیں پھر فراغت کے بعد مستقل طور پر سات چلّہ نکل کر محنت کریں۔

آپ لوگوں میں سے بعضوں کو یہ شبہ ہو رہا ہو گا کہ ہم ایک ساتھ فراغت کے بعد سات چلّہ لگا دیں گے ا تو اس کے متعلق ہمیں خوب تجربہ ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو اپنے پڑھنے کے زمانہ میں تھوڑا تھوڑا نکلتا رہا اور اپنا وقت لگاتا رہا وہ تو اپنے پڑھنے کے بعد بھی نکلتے رہے اور جنھوں نے اپنی فرصت کے اوقات میں اپنے وقت نہیں لگائے اور سوچتے رہے کہ ہم ایک ساتھ ہی فراغت کے بعد سات چلّہ لگا دیں گے، اُن کو تو ہم نے کھگت لیا۔ آج تک ہمارے پاس نہیں آئے۔ ہاں! اِلّا ماشاء اللہ اگر کوئی کسی وجہ سے آ گیا ہو گا تو اس کا کوئی شمار نہیں ہے۔

اس لیئے ہم نے گجرات کے مدرسوں میں بھی یہ بات چلائی ہے کہ وہ اپنے خالی اوقات میں سے وقت نکال کر جماعت میں نکلیں اور محنت کریں اور اب بحمد اللہ یہ کام وہاں چل پڑا ہے اور طلباء جماعت سے کر جاتے ہیں اور محنت کرتے ہیں اور اساتذہ بھی خصوصًا ان کے کام کی نگرانی کیا کرتے

ہیں۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ آپ بھی اپنے اندر اسی طرح کام کو چلائیں۔
ہمیں آپ کا پڑھائی، تکرار اور مطالعہ کا وقت اس کام میں لگوانا نہیں ہے بلکہ صرف چھٹی اور فرصت کے اوقات کو لگوانا ہے مثلاً جمعہ کی چھٹی ہر ہفتہ میں ہوتی رہتی ہے اس وقت کو کام میں لگانا ہے۔ اس طرح اگر ہم نے اپنے اوقات کو ایک بڑے مقصد کے لئے خرچ کرلیا تو بڑی بڑی برکتیں حاصل ہوں گی۔

ایک بات اور کہنی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سالانہ کی لمبی چھٹی ہو جائے تو آپ حضرات گھر جانے سے پہلے اس کام میں اپنے اوقات ضرور لگادیں جہاں تک ہوسکے ضرور لگانے کی کوشش کریں خواہ پورا چلّہ یا مہینہ یا بیس دن۔ دس دن ہی سہی۔ اس سے انشاء اللہ بڑی برکت ہوگی۔ اب یہ چھٹی تو کافی مہینے کے بعد آئے گی لیکن اُس کے لئے ابھی سے ہی ارادہ کرلو۔ خواہ اُدھار ہی سہی البتہ نقداً نقد فی الحال بقرعید کی آنے والی تعطیلات میں پانچ چھ دن کے نکلنے کی ہمتیں کرلیں۔ جہاں تک جانے کی ہمت ہو وہاں تک نکلنے کی کوشش کریں۔ اگر ہمارے پاس کم خرچ ہے تو ہم یہاں سے ہی قریب میں جماعت بناکر نکل جائیں۔ اور اطراف میں جماعت بنا بنا کر پھریں۔ اور خدا نے جنھیں زیادہ کی وسعت دی ہو وہ نظام الدین تشریف لاویں اور پھر وہاں کے مشورے پر اپنے چھٹی کے اوقات لگائیں۔

اب جو نظام الدین آنے والے ہیں وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ

اگر کام کے سلسلہ میں آویں تو سیدھے مسجد ہی میں آدیں اور وہیں اپنے وقت کو لگائیں اس لئے کہ ہم تو کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے ہیں اور نہ ہی ہم کو یہ معلوم ہوگا کہ کون آیا اور کون نہیں آیا۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ شہر میں ادھر اُدھر پھریں کبھی تو لال قلعہ چلے گئے اور کبھی جامع مسجد میں اور کبھی ہمایوں کا مقبرہ دیکھنے کے لئے چل دیئے۔ بلکہ آپ مسجد کے کاموں میں اپنا پورا وقت لگائیں۔ وہاں کے بیان کے علاوہ تعلیم وغیرہ میں اور اپنی ضروریات کے پورا کرنے میں اپنا وقت خرچ کریں۔ اپنا وقت بیکار خرچ نہ ہو اس کا پورا لحاظ رکھیں۔

اب وہ طلباء جن کی وسعت کم ہے وہ تو اطراف والی جماعتوں میں جانے کے لئے ارادہ کرلیں اور نام لکھوائیں اور جن کی وسعت زیادہ ہے وہ بھی آگے بڑھکر کام کرنے کا ارادہ کریں اور نظام الدین آنے کا ارادہ کریں اور نام لکھوائیں۔

جب ہم اپنے وقت کو اس کام میں خرچ کرکے محنت کریں گے تو ہم میں علم کی حقیقت پیدا ہوگی اور جتنی حقیقت ہم میں آتی چلی جائے گی اتنی ہی علم کی قدر اور اہمیت و عظمت ہمارے اندر آتی چلی جائے گی۔ اس کے علاوہ یہ حقیقت والا علم ہم کو آخرت میں تو چمکائے گا ہی دُنیا میں بھی چمکا کر رہے گا۔

اب نکلنے والے طلباء بولیں اور جلدی جلدی ہمت کرکے بولیں اللہ آپ کے علمی اور عملی محنتوں کو قبول فرما وے اور دنیا و آخرت میں

چمکا کر باطل علموں کو پاش پاش کر دے ۔ اب ہمتیں کرو اور بولو!

۲۵ ذی قعدہ ۱۳۸۰ھ بروز اتوار مسجد دار جدید مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نوٹ :۔ اس کے بعد نام آنے شروع ہو گئے تھے ۔ تقریباً ۳۰۰ تک طلبار کے نام لکھے گئے تھے ۔ دس دن بعد پھر مرکز سے اکابرین کی جماعت آئی تھی یہ بقر عید کی تعطیل سے دو دن پہلے تقد انقد نام لکھنے اور تیار کرنے کے لئے آئی تھی جس میں عرب حضرات مولانا نور محمد صاحب میواتی اور بھائی فضل کریم صاحب وغیرہ احباب تھے مغرب کے بعد عرب حضرات کے بیان کے بعد بھائی فضل کریم صاحب نے بیان کیا ۔ اور ان کے بعد مفتی مظفر حسین صاحب نے بیان فرمایا تھا ۔ حضرت مفتی صاحب کا بیان "طلبائے کرام اور اُن کا مقام" کے نام سے پیش کیا جا چکا ہے اور اسی میں اس تعطیل میں نکلنے والوں کی تفصیل بھی مذکور ہے ۔ فقط

(۲) دوسرا اقتباس

لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ ہم مکتب قائم کر لیں گے، یا کہیں امامت کرا دیں گے یا پھر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو جائیں گے لیکن بھائی یہ بات یاد رکھیں کہ اختلافات کے بغیر ہم یہ سب کام نہیں کر سکتے ہیں "اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ ماحول کو جب تک ہم نہیں بدلیں گے تب تک ہم لوگوں کو نہیں بدل سکتے ہیں" ورنہ اگر کسی نے صرف اپنی ہی فکر کر لی اور اپنے آپ کو بدل بھی لیا تو یہ بدلنا ہی اول تو شاذ و نادر ہے

اور اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ مان بھی لیں کہ چلو! بزرگوں کی صحبت اور یہاں رہنے کی وجہ سے بدل بھی گئے، لیکن اب اگر یہ اچھے ماحول کے بجائے بددینی کے ماحول میں گیا تو اس بددینی کے ماحول میں یہ بدلنا شروع ہو جائے گا اور وہ بددینی کا ماحول اُسے رفتہ رفتہ بدل کر رکھ دے گا۔

تو چاہے آپ دین کے جونسے بھی شعبہ میں فارغ ہونے کے بعد محنت کرنے والے ہوں، اُس کے لئے سب سے پہلے ماحول کے بدلنے کی فکر کرنی پڑے گی۔

اب بُرے ماحول کو اچھے ماحول میں کس طرح پلٹیں؛ "تو ماحول کے بدلنے کے لئے دعوت والا کام سیکھنا پڑے گا۔ غرض دین کا ماحول آئیگا دین پر محنت کرنے سے، اور دین کی دعوت دینے سے"۔ اگر کوئی یہاں سے چھوٹا سا ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی بن کر گیا تو پھر وہ ہنڈا بن سکتا ہے۔

دعوت میں سب سے پہلے ضروری یہ ہے کہ ہم یقین کو ٹھیک کرنے کی محنت کریں۔ تبلیغ میں اسی بات کی محنت کرائی جا رہی ہے۔

ایک تو یہ ہے کہ تبلیغ میں ہم گھسیں اور دوسرا یہ ہے کہ تبلیغ ہم میں گھسے۔ بہرحال جب تک ہم محنت نہیں کریں گے تب تک یقین نہیں پیدا ہو گا.....

اب اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ چلو! مولوی صاحب نے بہت اچھی بات کہی اب یہی کام کریں گے اور پھر آپ نے اس محنت کو کرلیا اور سیکھ لیا اور اس کے بعد آپ نے مکتب کو سنبھالا

یا امامت کا کام کیا، یا تصنیف و تالیف کا کام کیا تو یہ مکتب امامت یا اصلاح اگرچہ بہت چھوٹی ہوگی لیکن ایک بہت بڑی دعوت ہوگی۔ تو میں نے دو باتیں کہی تھیں ایک تو علم پر یقین اور دوسرا علم پر عمل۔ ا

اور ایک بات ہے دین والا ماحول بنانا۔ اس میں ایک تو یہ ہے کہ اپنا ماحول بناویں۔ اور دوسرا یہ ہے کہ آس پاس کا ماحول بناویں۔ جب ماحول بنالیں گے تو جس طرح ایک لکڑی کا جلانے والا دوسرے کی لکڑی کو بچا کر آگے بڑھ جاتا ہے اسی طرح ماحول کا بنانے والا بھی بد دینی کے اثرات سے بچ کر دین کو آگے بڑھاتا لے جائے گا۔

ایک بات یہ ہے کہ اپنا پیسہ لے کر نکلیں۔ ابھی ہمارے[۱۵] بھائی

---

[۱۵] ایک صاحب نے رمضان کے کام کی کارگذاری بیان کرتے ہوئے کہا کہ "مرکز پر جانے کے بعد جب ہمیں اپنے خرچ سے کام کرنے کا فائدہ اور کام کی اہمیت معلوم ہوئی تو ہم نے مرکز سے چلتے وقت یہ ارادہ کرلیا تھا کہ ابھی تو ہم مدرسہ کی رقم سے جماعت میں جا رہے ہیں لیکن کام سے آنے کے بعد فوراً اپنی رقم جمع ہونے کے بعد واپس کردوں گا اور اب الحمدللہ اسے میں نے پورا بھی کردیا ہے۔" اس پر حضرت نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور کام کا اصل نہج بتلاتے ہوئے فرمایا۔

نے بہت اچھی بات کہی کہ اپنے پیسوں سے نکلنے والے ہوں - اور اگر مدرسہ کے پیسہ یا مرکز کے پیسہ لے کر نکل بھی گئے ہوں تو پھر بھجوا دیں - ہم لینے والے نہ بنیں بلکہ دینے والے بنیں - بہت کم طالب علم ہوں گے جن کے پاس نہ ہوں گے - ورنہ کتنے طالب علم ہوں گے کہ جن کے پاس نہ جانے کہاں کہاں خرچ ہوتے ہیں - اگر ہم اپنے پیسوں کو خرچ کرنے والے بنیں گے تو نہ جانے خدا کہاں کہاں سے اپنا دین کا کام لیں گے - اپنی اپنی پیٹھوں پر سامان رکھکر نکلو۔

اس کے لئے آخری سال والوں سے ہماری درخواست یہ ہے کہ وہ سات سات چلّوں کے لئے نکلیں اور چھٹیوں میں جیسے رمضان کی اور بقر عید میں نکلیں اور ہر ہفتہ چھٹی میں بھی جماعت میں نکلیں - ایک تعلیمی کام بھی کرتے رہیں جس سے ایمان و یقین کی بات بھی ہوتی رہے گی اور ہفتہ واری گشت بھی کر لیا کریں۔

ایک شیطان ہمیں یہ بھی دھوکہ دیگا کہ صاحب! اس وقت کو کہاں لگایا؟ بعد میں لگا دیں گے - ابھی تو صرف تعلیم میں لگے رہو۔ تو بھائی! ہم نے تجربہ کر لیا ہے کہ جو اس وقت کام میں جُڑا رہا تو خدا اُسے بعد میں بھی توفیق دیدیتے ہیں اور جو اس زمانہ میں اس سے دور رہا تو بہت مشکل سے بعد میں توفیق ہوتی ہے" اب بولو اور ہمّت کرکے بولو —— !